سوال

(520) کیا ہم 28 روزے کر کے عید کرلیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اگر رمضان شریف 29 دن کا ہو۔ اور ایک پہلا روزہ ہم نے بوجہ چاند نہ دیکھائی دینے کے کھالیا اور ہمارے 28 ہی ہوئے تو کیا ہم 28 روزے کر کے عید کرلیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

اس صورت میں عید کر کے ایک روزہ قضا کرنا ہوگا۔ کیونکہ مہینہ 28 روز کا نہیں ہوتا۔

تشریح

بابت رویت ہلال اور اختلاف مطالعہ۔ از مولانا محمد یحییٰ الا عظمی عالم فاضل پروفیسر عربی کالج رائے ورگ۔

علم ہیت کے اصول پر زیر نظر مسئلے کو مختصر ذکر کروں گا۔ ضمناً اختلاف رویت رویت ہلال قبل الزوال و بعد الزوال تشکلات قمریہ کسوف وخسوف وغیرہ بھی مذکور ہوں گے بطور مقدمہ اولایہ سمجھ لیجئے کہ سورج ایک آگ کا گولہ ہے۔ اور اس کی روشنی ذاتی ہے۔ کسی دوسرے ستارہ سے مستفاد نہیں۔ اور ہر حال میں پورا پورا روشن رہتا ہے۔ اور اپنے ارد گرد ضیا پاشی کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سورج کا طلوع وغروب ہمارے اعتبار سے ہے۔ ورنہ ذاتی طور پر اسے طلوع وغروب لاحق نہیں۔ بخلاف چاند کے کہ اس کی روشنی ذاتی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو محض ایک صاف شفاف جسم اور نیل گوں رنگ کا گولہ ہے۔ اور سورج کی روشنی اس پر پڑنے کی وجہ سے چمک اٹھتا ہے۔ سورج اوپر اور چاند نیچے ہے۔ سورج کی روشنی سے ہمیشہ چاند کا نصف حصہ جو سورج کی طرف ہوتا ہے۔ روشن رہتا ہے۔ اور پچھلا نصف حصہ ہمیشہ تاریک اور بے نور رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چاند سورج کی نزدیکی اور اس سے دوری کی بناء پر گھٹتا بڑھتا دیکھائی دیتا ہے۔ ثانیا یہ کہ سورج فلک الافلاک کی حرکت سے 24 گھنٹے میں ایک چکر پورا کرلیتا ہے۔ لیکن اپنی ذاتی حرکت سے تقریبا 365 صحیح اٹھ چار روز میں ایک دور پورا کرتا ہے۔ (اسی کو ہم شمسی سال کہتے ہیں۔) بناء علیہ اوسطاً 59 دقیقہ 8 ثانیہ 20 ثالثہ روزانہ مغرب سے مغرب کی جانب علی توالی البروج حرکت کرتا ہے۔ اور چاند اپنی ذاتی حرکت سے بعد منہائی مائل وغیرہ 27 صحیح ایک بٹہ 3 یوم میں 27 (عند اہل ہندیا 28 (عند اہل مغرب وفارس) منزلیں طے کر کے اپنا ایک دور پورا کرلیتا ہے۔ اور اوسطا 13 درجے 10 دقیقہ 35 ثانیہ دو ثالثہ روزانہ مغرب سے مشرق کی جانب حرکت کرتا ہے۔ اب اگر سورج کی روزانہ حرکت چاند کی روزانہ حرکت سے تفریق کردی جائے۔ تو باقی ماندہ مقدار حرکت چاند روزانہ سورج سے چاند کے فصل اور دوری کی مقدار ہوگی بنا بریں اجتماع حقیقی سے 14 یوم 18 گھنٹے 22 منٹ بعد 180 درجے سورج سے دور اور 29 یوم

12 گھنٹے 44 منٹ بعد پھر اجتماع حقیقی ہوجائے گا۔ اور زمانہ محاق کی مدت وسطا 47 گھنٹے 16 منٹ ہے۔ ثالثا یہ کہ رویت ہلال کا حساب نہایت ہی دقیق ہے۔ کیونکہ اس کادارومدار قوس رویہ کی تحدید پر ہے۔ اور یہ سخت دشوار ہے۔ اس لئے کے جرم قمر کا اوج و حفیض کی وجہ سے مرکز عالم سے قریب ہوتے رہنا اور پھر دور ہوتے رہنا اس کی حرکت کا بطور اور سرعت میں مختلف ہوتے رہنا اور اس کا خط استواء سے عرض میں کم وبیش ہوتے رہنا۔ خود شہروں کے عرض کا کم وبیش ہونا سورج سے مختلف دوری پر بھی بے موقع ہلال بنتے رہنا۔ وغیرہ وغیرہ امور قوس الرویہ کی تحدید میں دشواری پیدا کرتے ہیں۔ اور اس کا لازمی تیجہ یہ بھی ہے کہ مختلف حالات میں ایک ایک شہر کے لئے سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں کروڑوں قوس الرویہ کا امکان ہے۔ بنا بریں متقدمین علماء فن نے قوس الرویہ القمر کی بحث ہی کو حذف کردیا ہے۔ ہاں متاخرین نے اس پر بحث کی ہے۔

"والمتاخرون ذكروا فيه كلاما مختلفها اكثره لا طائل تحته لعدم انضباط واما لا مر الاوسط الذي يعمل به اصحاب الرويات وهوانه اذا كان البعدين النيرين فى الا قليم ارابع اثنى عشرة درجة من دور الفلك فانه يري"

(نہایۃ الادراک ص 234) اور متاخرین علمائے فن نے قوس الرویۃ کے بارہ میں مختلف باتیں لکھی ہیں۔ جن میں کثر ضابطہ کے تحت نہ آسکنے کی وجہ سے بے فائدہ ہیں۔ البتہ اوسط قوس الرویہ جس پر ذائچہ بنانے والوں کا عمل ہے۔ یہ ہے کہ جب اقلیم رابع میں چاند اور سورج میں 22 درجہ کی دوری ہوجائے تو ہلال نظر آجائے گا۔ بنا بریں ہم نے بھی اوسط قوس الرویۃ 12 درجے کو اخیتار کیا ہے۔ ورنہ مختلف صورتوں میں اس سے بھی کم وبیش قوس الرویہ ہوا کرتی ہے۔ اور یہی قوس اختلاف مطالع کی مقدار ہے۔ رابع یہ کہ بوقت طلوع الشمس ونصف النہار وغروب شمس ونصف اللیل اوران کے مابین غرض 34 گھنٹے یومیہ کا ہر منٹ ہر سیکنڈ اس کا متحمل ہے۔ کہ اس وقت چاند قوس الرویہ پر پہنچ کر ہلال بن جائے۔ اور یہ صرف احتمال ہی نہیں ہے۔ بلکہ ایسا ہی نفس الامر میں واقع ہوا کرتا ہے۔ اور چاند سے سورج کے ہٹ کر قوس الرویہ پہنچ کر ہلال بن جانے کے لمحات مختلف مہینے سال صدی میں مختلف ہوا کرتے ہیں جس کو اہل تقویم چاند اور سورج کی رفتار منطبط کے ماتحت حساب لگا کر ہر ماہ ایک متعین شہر کے لئے اس لمحے کی تعین کردیتے ہیں۔ اس سلسلے میں سب سے عمدہ تقویم وہ ہے۔ جو نائکل المنک کے نام سے سال بسال رصد گاہ لندن سے شائع ہوا کرتی ہے۔ نیز یہ تقویم سیاروں کی حرکات یومیہ اور دیگر معلومات کا خزانہ ہے۔

اچھا اب آپ رویت ہلال کے وقت سے چاند کی کیفیت ملاحظہ فرمایئے۔ کس قدر باریک اور سورج کے قریب ہوتا ہے۔ پھر دوسرے دن شام کو دیکھئے تو آپ کو قدرے بڑا اور مشرق کی جانب دور نظر آئے گا۔ پھر تیسرے دن اور بڑا اور زیادہ جانب مشرق دور ہی پر معلوم ہوگا۔ بات یہ ہے کہ چاند سورج سے جتنا دور ہوتا جاتا ہے۔ اتنا ہی اس کا روشن حصہ ہماری طرف رخ کرتا جاتا ہے۔ اسی طرح دیکھتے رہیے۔ یہاں تک کہ چودھویں شب اور تیرہویں شب اور پندرہویں شب کو چاند سورج کے مقابل جانب مشرق 180 درجہ یعنی نصف دور فلک کی دوری پر ہوتا ہے۔ اگر سورج مغربی افق میں اپنا سر چھپا رہا ہے تو چاند افق شرقی سے اپنی نورانی شعاعیں ہم پر پھینگ رہا ہے۔ گویا آمنے سامنے برابر کی جوڑ ہے۔ اسی استقبال کی حالت میں ہم چاند کو بدر یا ماہ کامل اور اس تاریخ کو پورنماشی کہتے ہیں۔ اس وقت چاند کا نصف روشن حصہ پورے کا پورے سامنے ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ اسی استقبال کے زمانے میں اگر چاند زمین اور سورج ایک خط مستقیم پر واقع ہوجایئں تو چاند گرہن ہوجائے گا۔ اس کے بعد پھر وہ یوما فیوماً سورج کے قریب ہونے لگتا ہے۔ اور ہم کو گھٹا ہوا دیکھائی دیتا ہے۔ اس میں بھی وہی بات ہے مگر برعکس کیونکہ چاند کے سورج کے قریب ہوتے رہنے سے اس کا روشن حصہ ہمارے سامنے سے رخ پھیرتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اٹھائیسویں یا انتیسویں شب کو سورج سے 12 درجہ قریب پہنچ کر دو شب اور کبھی ایک شب یا تین شب کے لئے ہماری نظروں سے یکسر غائب ہوجاتا ہے۔ اس اجتماع کو ہم محاق یا اوس کہتے ہیں۔ اس حالت میں چاند کا نصف روشن حصہ سورج کی طرف ہوتا ہے۔ اور نصف پچھلا تاریک حصہ ہمارے سامنے واضح ہو کر اسی اجتماع میں اگر چاند اور سورج میں عرضاً بھی اتنا قریب ہوجائے کہ ہماری نگاہ بخط مستقیم چاند سے گزرتی ہوئی سورج پر پڑجائے تو سورج گرہن ہوجائے گا۔ یاد رکھئے اس زمانہ محاق میں جس کی مدت اوسطاً 47 گھنٹے 16 منٹ ہے۔ ایک خاص لمحہ ایسا گزرتا ہے۔ جس میں چاند اور سورج کا ایک خط طولی پر دوسرے لفظوں میں ایک خط نصف النہار پر واقع ہوجانا ضروری ہے۔ اور وہ ساعت ہے جبکہ ابتدائے محاق سے 43 گھنٹے 38 منٹ گزر جایئں۔ بس اب یہیں سے رویت ہلال کا حساب شروع کیجئے۔ فرض کیجئے کہ جب افق شہر اعظم گڑھ سے جو 83 درجہ 13 دقیقہ طول البلد پر واقع ہے۔ 6 بجے آفتاب غروب ہوا۔ اور 6 بج کر 22 منٹ سے چند سیکنڈ پہلے چاند سورج میں اجتماع حقیقی ہوگیا۔ اور ایک خط طولی پر دونوں واقع ہوگئے۔ پھر رات بھر اور دن بھر حرکت رہے یہاں تک کے 23 گھنٹے 38 منٹ بعد یعنی 6 بجے سے چند سیکنڈ پہلے چاند سورج سے 12 درجے دوری پر مشرق میں پہونچ کو قوس الرویہ کے لباس سے آراستہ ہوگیا۔ بس یہی ولین ساعت ہے کہ چاند ہلال بن کر فلک اول پر تاباں ہوجاتا ہے۔ اور دنیا بھر کے انسانوں کی نگاہیں اس کے دیکھنے کی متمنی ہوتی ہیں۔ اگر ابر گرد وغبار کہر اور دیگر اسباب رویت سے مانع نہ ہوں تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم کو یہ ننھا منا سا ہلال چمکتا ہوا نہ دیکھائی دے۔ خیال فرمایئے یہ تو اعظم گڑھ کا مطلع قمر ہے اب اعظم گڑھ کے مغرب کراچی مکہ معظمہ۔ قاہرہ۔ ٹیونس۔ اور جزائر کناریا

جزائر خالدات میں بسنے والے انسان سب کے سب بشرط رفع موانع اپنے اپنے مطلع سے بلاشبہ ہلال دیکھیں گے۔ فرق یہ ہے کہ ہم اعظم گڑھ میں غروب کے وقت اگر 6 بجے ہلال دیکھتے ہیں تو کراچی میں 78 بج کر پانچ منٹ مکہ میں 8 بج کر 52 منٹ قاہرہ میں 9 بج کر ستاپئں منٹ تیونس افریقہ میں دس بج کر باون منٹ اور مغربی افریقہ میں 12 بج کر 45 منٹ پر اعظم گڑھ میں نصف شب گزر چکی ہے۔ بوقت غروب آفتاب ہلال نظر آئے گا۔ لیکن نسبتاً مغربی شہر والے اپنے مشرق والوں سے ہلال بڑا اور سورج سے دور رکھیں گے اب چونکہ ہلال فلک پر موجود ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا شہروں کے باشندے اگر اپنی نگاہ کی تیزی سے دن ہی دن میں چاند دیکھ لیں تو کچھ عجب نہیں مگر یہ ان کے لئے سخت دشوار ہے۔

اچھا اب زرا اور آگے بڑھو۔ تو اپ کو نیویارک (امریکہ) میں چار بج کر 29 منٹ اور واشنگٹن امریکہ میں 7 بج کر 33 منٹ پر اعظم گڑھ میں طلوع شمس ہوچکا ہے۔ بوقت غروب آفتاب ہلال نظر آئے گا۔ مگر ان کا ہلال جزائر کناریا والوں سے بڑا اور سورج سے اور بھی دوری ہوگا۔ یہ لوگ اگر دن کو ہلال دیکھ لیں۔ مگر پھر بھی بعید نہیں مگر پھر بھی دشوار ہے۔ اب یہاں سے یہ مسئلہ بھی حل کر لیجئے کہ رویت ہلال قبل نصف النہار اور بعد نصف النہار بھی ممکن ہے۔ کیونکہ ان اوقات میں ہلال فلک پر موجود ہے۔ اور اس کا آنے والی شب کا ہلال ہونا بھی ظاہر ہے۔ اچھا امریکہ سے گزرتے ہوئے اب زرا اور آگے بڑیئے تو ٹوکیو (جاپان) میں دو بج کر تیرہ منٹ اعظم گڑھ میں دوپہر کا وقت ہے اور آگے بڑیئے۔ تو ہانگ کانگ میں تین بج کر 57 منٹ اور آگے بڑھیئے تو شہر برما میں 5 بج کر 5 منٹ پر اعظم گڑھ میں غروب کو 55 منٹ باقی ہیں۔) غروب آفتاب ہوگا۔ اس وقت وہاں ہلال نظر آئے گا۔ اور ان لوگوں کا ہلال علی الترتیب کافی بڑا اور کافی فاصلہ پر ہوگا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو دن میں بہت آسانی سے ہلال دیکھ سکتے ہیں۔ خصوصا برما کے باشندے کیونکہ ان کا ہلال سب سے بڑا اور سورج سے کافی دوری ہو ہوگا۔ لیکن اس ہلال کا بھی آنے والی شب کا ہلال ہونا ظاہر ہے۔ مگر غروب کے وقت جب اہل برما ہلال دیکھتے ہیں۔ تو کوئی کہتا ہے۔ یہ تو کل کا ہے۔ اور کوئی خیال کرتا ہے۔ یہ تو پرسوں کا ہے۔ قربان جایئے نبی امی ﷺ پر وہ فرماتے ہیں۔ نہیں نہیں تم کو دھوکا ہو رہا ہے۔ یہ تو آج ہی کا ہلال ہے۔

''ابو البختری تابعی سے مروی ہے۔ کہا ہم لوگ عمرہ کے لئے چلے۔ جب مقام بطن نخلہ میں پہنچے تو ہلال دیکھا۔ بعض لوگوں نے کہا یہ تو پرسوں کا ہلال ہے۔ اور بعض نے کہا کہ کل کا ہلال ہے۔ پھر ہم ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے۔ اور واقعہ بیان کیا۔ انھوں نے کہا یہ تو بتاؤ تم لوگوں نے کس رات ہلال دیکھا ہے۔ ہم لوگوں نے عرض کیا فلاں رات یعنی 30 کو ہم نے ہلال دیکھا پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے رویت ہلال کی مدت مقرر فرمائی۔ ہلال کے چھوٹے بڑے ہونے کا اعتبار نہیں فرمایا لہذا یہ ہلال جس رات تم لوگوں نے دیکھا اسی کا مانا جائے گا۔

حاصل کلام یہ کہ جب افق اعظم گڑھ پر وقت مقررہ میں ہلال کا وجود ہوچکا تو اب اس کے آگے مغرب میں جہاں تک بھی چلے جایئے۔ کوئی ملک اور بستی اور شہر ایسی نہ ہوگی جس کے افق پر ہلال کا وجود نہ ہو۔ یہ اور بات ہے کہ عارضی موانع سے وہاں کے باشندے نہ دیکھ سکیں۔ اسی کو اختلاف رویت کہتے ہیں۔ اب اگر ہلال کا صحیح ثبوت مل جائے۔ تو حکم شرع نافظ کیا جائے گا۔ ورنہ نہیں اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ یہاں سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اہل مشرق کی رویت سارے کے سارے مغرب والون کے حق میں ہلال کا قطعی ثبوت بہم پہنچاتی ہے۔ اس لئے اگر مشرق سے ثبوت ہلال کی صحیح سند مل جائے۔ تو بلا شبہ شرعی احکام نافظ ہوں گے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہلال کا چھوٹا بڑا ہونا کوئی چیز نہیں 29 کا ہو یا تیس کا۔

اب ہم اختلاف مطالع کی بحث سمجھنا چاہتے ہیں۔ بس پھر وہیں سے حساب شروع کیجئے۔ جبکہ افق گڑھ پر چھ بجنے سے چند سیکنڈ پہلے چاند سورج سے 13 درجے دور قوس الرویہ پر پہنچ کر ہلالی شکل میں نمودار ہوا۔ اب زرا اعظم گڑھ سے مشرق کو چلیئے۔ مگر 12 درجے سے زیادہ نہیں۔ جیسے پٹنہ۔ بھاگلپور۔ ڈھاکہ۔ سلہٹ منی پور (آسام) جب اعظم گڑھ میں ظہور ہلال ہوا تو وہ ہلال ان سب شہروں کے باشندوں کے افق کے اوپر ہے۔ علی الترتیب ان لوگوں کا ہلال ان کے افق سے قریب اور قریب تر ہونے کی وجہ سے ان کو نہ دیکھائی دے گا۔ منی پور ان سب شہروں میں سب سے دور اور اعظم گڑھ سے 10 درجے 45 دقیقے فاصلے پر ہے۔ ان کا ہلال تو بس افق کے اتنے قریب ہوگا۔ کہ صرف 5 منٹ باقی رہ کر افق سے غروب ہوجائے گا۔ اب ان شہروں کے باشندوں کو اگر ہلال کا صحیح ثبوت بہم پہنچ جائے تو احکام شرعی عائد ہوں گے۔ اور یہ حکم ہماری تقریبی 12 درجے قوس الرویہ کی بنا پر اعظم گڑھ سے 12 درجے مشرق تک نافذ ہوگا اور بس۔ اچھا اب 12 درجے مشرق سے بڑھ کر تیرہویں درجے پر کھڑے ہوجایئے۔ اب چونکہ اعظم گڑھ سے ہلال افق سے 12 درجے بلند ہے۔ اور آپ اعظم گڑھ سے 12 درجے مشرق کو ہٹ کر تیرہویں درجے پر قدم رکھ چکے ہیں۔ اس لئے چاند قوس الرویہ پر پہنچنے کے ساتھ ہی آپ کے افق سے نیچے ہوگا۔ مثال میں شہر برما جو 97 درجے طول البلد پر اور اعظم گڑھ سے 13 درجے 47 دقیقہ مشرق کو ہے۔ لے لیجئے جب افق اعظم گڑھ سے ظہور ہلال ہوا تو برما کے افق سے ایک درجہ 47 دقیقے نیچے پہنچ چکا ہے۔ اب باشندگان برما کے لئے رویت ہلال کسی بھی آلے اور رصد سے ممکن نہیں۔ بس یہی اختلاف مطالع ہے۔ اعظم گڑھ کے مطلع پر ہلال ہے۔ اور اہل برما کا مطلع ہلال سے خالی ہے اب جتنا بھی مشرق ہانگ کانگ۔ ٹوکیو۔ واشنگٹن۔ میں چلے جایئے رویت ہلال کسی کے لئے ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ ان ک مطالع ہلال سے خالی ہیں۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ

اہل مغرب کی رویت کا تمام مشرقوالوں کے حق میں ہلال ثابت کردینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف صرف 62 درجے مشرق تک یہ حکم قطعی طور سے لگایا جاسکتا ہے۔ اوراس کے بعد نہیں۔ یہ بھی معلوم ہواکہ ہ اختلاف مطالع کی تحقیق کےلئے اوسطا 12 درجہ کا فصل ضروری ہے۔ جس کا 833 میل ہوتا ہے۔

حکم

فقہاء حنفیہ۔ مالکیہ۔ اور حنابلہ کے نزدیک راجح اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ یہ شرعی احکام میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ جس مقام سے سب سے اول ہلال دیکھا گیا ہے۔ (جیسے اعظم گڑھ ہماری مثال ہیں۔) وہاں سے تمام مشرق کے باشندوں کے حق میں چاہے۔ وہ کتنی ہی دور کیوں نہیں ہلال کا حکم ثابت ہوگا۔ (جیسے ہانگ کانگ۔ ٹوکیو۔ واشنگٹن۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ ان مشرق والوں کو مغرب والوں کی رویت کا ثبوت یقینی اور شرعی طور پر مل جائے۔ در مختار میں ہے۔

"فیلزم اہل المشرق برویۃ اہل المغرب اذا ثبت عند ہم رویۃ اولئک بطریق موجب"

مغرب والوکی رویت سے مشرق والوں پر احکام شرعی لازم ہوجاتے ہیں۔ شرط یہ ہے کہ مغرب والوں کی رویت کا ثبوت مشرق والوں کو باقاعدہ مل جائے۔ اب یہاں سے ایک غلطی صحیح کرلیجئے۔ صاحب درالمختار نے اختلاف مطالع کی ایک مثال اس طرح بیان کی ہے۔

"حتی لوروي فیالشرق لیلۃ الجمعۃ وفی لمغرب لیلۃ السبت وجب اہل المغرب العمل بما راہ اہل المشرق"

اگر جمعہ کی رات کو مشرق میں ہلال دیکھا گیا۔ اور مغرب میں شنبہ کی رات کو تو مغرب والوں پر مشرق والوکی رویت کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔ ہم تو یہ کہنے کی جرات نہ کریں گے۔ کہ یہ شارح کی غلطی ہے۔ خصوصا جب کہ متن سامنے موجود ہے۔ مگر یہ تو کہنے میں باق نہیں کرناسخ کا سہو قلم سے عبارت یوں ہونی چاہیے۔

"حتی الوري فی المغرب لیلۃ الجمعۃ وفی المشرق لیلۃ السبت وجب علی اہل المشرق العمل بمار اہاہل المغرب"

اگر مغرب میں جمعہ کی رات کو ہلال دیکھا گیا۔ اور مشرق میں شنبہ کی رات کو تو مشرق والوں پر مغرب والوں کی رویت کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔

فقہائے شافعیہ کے نزدیک راجح اور معتمد قول یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا اعتبار کا ی جائے گا۔ جن کے مطالع پر ہلال ہے۔ خودان کی رویت یا شرعی ثبوت کے بعد ان پر احکام شرع کا نفاذ ہوگا۔ اور جن کے مطالع ہلال سے خالی ہیں۔ ان کے حق میں ہلال کا وجود معتبر نہ ہوگا۔ چاہے صحیح ثبوت ہی کیو نہ مل جائے۔ بلکہ مطلع کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور مطلع ہلال سے خالی ہے۔ علمائے اہل حدیث کا عمل بھی اسی پر ہے۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 01 ص 667-675

محدث فتویٰ